

بھارتی وزیر اعظم کی سوچ نہیں بد لے گی!

پلوامہ کے حادثہ کے بعد بے حد سنجیدہ سوالات کھڑے ہو چکے ہیں۔ مشکل بات یہ ہے کہ ان سوالات کو وہ اہمیت نہیں دی گئی جو واقعی انکا حق تھا۔ اس سے پہلے کہ دونوں ریاستوں کی موجودہ کشیدگی پر جزوی گزاشات کروں۔ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہر ملک، ریاست اور حکومت کا اپنا حق ہوتا ہے۔ واقعی معروضی حقیقتوں پر مبنی ہو، یہ ہرگز ہرگز ضروری نہیں ہے۔ جب کوئی بھی ریاست اپنے بیانیہ کو حقیقی طور پر ترتیب دے ڈالتی ہے تو اس پر سوالات کی گنجائش حدد جم کم رہ جاتی ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ دنیا کی کوئی بھی ریاست مکمل طور پر صحیح نہیں بولتی۔ اس میں تھوڑا سا غیر حقیقی عرض ضرور ہوتا ہے۔ معاملہ نہیں بھی کافی حد تک شامل ہوتی ہے۔ مگر پاکستان اور ہندوستان کے درمیان معاملات اتنے پیچیدہ ہیں کہ ان پر غیر متعصب طریقے سے بات کرنا مشکل سے مشکل تر ہو چکا ہے۔ ناممکن کا الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہتا۔ مگر معاملہ تقریباً ناممکن حدود تک پہنچ چکا ہے۔ اب کیا کیا جائے۔ ماحول کو مخصوص حکمتِ عملی سے دونوں اطراف سے اس قدر جذباتی کر دیا گیا ہے کہ دلیل پر بات کرنا ناممکن ہے۔ دونوں حکومتوں کے بیانے سے معمولی سے اختلاف کرنا غداری کے زمرے میں آ جاتا ہے۔ مثال لے لیجئے۔ ہندوستان میں ستائیں سیاسی جماعتوں پر مبنی اپوزیشن نے نزیندر مودی کے بیانیے کو چلیخ کیا ہے۔ فوری طور پر بی جے پی کی حکومت نے انہیں پاکستان دوست اور ہندوستان کا غدار قرار دیدیا ہے۔ یہ سب کچھ غیر معمولی ہے۔ اس مشکل صورت حال کا کوئی حل نہیں ہے۔ نہ جنگ اور نہ مذاکرات۔ ہم تمام ایک خاص سوچ کے تابع بنادیے گئے ہیں اور فی الحال، اس مخصوص سوچ کو تبدیل کرنا ناممکن ہے۔ دونوں ممالک میں عوامی سطح پر بالکل ایک جیسا ماحدوں ہے۔ اب معاملات کو کیسے حل کیا جائے۔ اس پر بات کرنا ضروری ہے اور میرے نزدیک حب الوطنی کا عین تقاضہ ہے۔

کسی بھی تحریک سے پہلے ضروری ہے کہ نزیندر مودی کے ذہن اور فکر کو سمجھا جائے۔ آٹھ برس کی عمر میں نزیندر مودی آرائیں ایس میں شمولیت اختیار کر چکا تھا۔ یعنی اوائل عمری سے مودی کے ذہن میں ہندو مذہب کی سر بلندی اور دیگر مذاہب کی نفی شامل تھی۔ آرائیں ایس کا نصاب اور منشور پڑھنا بھی ضروری ہے۔ یہ جماعت 1925 میں کیشادبائی رام نے شروع کی۔ بنیادی منشور ہندو مذہب کی نشأة ثانیہ ہے۔ ہر بھر کے ذہن میں یہ بات راسخ ہے کہ برصغیر صرف اور صرف ہندوؤں کا ہے۔ باقی تمام مذاہب کا اس خطے پر کوئی قانونی یا اخلاقی حق نہیں ہے۔ برصغیر کی تقسیم کے وقت آرائیں ایس نے پاکستان بننے کی بھروسہ مخالفت کی تھی۔ انکے اکابرین کا خیال تھا کہ نہرو، گاندھی، پیل اور کانگریس کے لیڈ رانہتائی کمزور لوگ ہیں اور برصغیر کی تقسیم اس وقت کے کانگریسی عوام دین کی شخصی کمزوری کی وجہ سے ہوئی تھی۔ 1949 میں جب ہندوستان کا آئین بنایا گیا تو آرائیں ایس نے اسکو ماننے سے انکار کر دیا۔ انکے بقول اس میں ہندوؤں کی مذہبی کتاب ”منوسم رتی“ کے بنیادی اصولوں کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ آرائیں ایس نے ہندوستان کے ترکے قومی پرچم کو بھی ماننے سے انکار کر دیا۔ انکے نزدیک جنہوںے کا رنگ صرف اور صرف ہندوؤں کے مقدس رنگ، زرد (Saffron) ہونا چاہیے۔ طویل بات کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ آرائیں ایس میں بچپن سے شامل ہونے والا نزیندر مودی، اپنی سوچ، فکر، عمل اور کردار میں صرف اور صرف متعصب

ترین ہندو ہے۔ یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ تمام مذاہب کی طرح ہندوؤں میں بھی معتدل مزاج لوگ موجود ہیں۔ مگر آرائیں ایس کی سوچ حدرجہ دائیں بازو کی ہے۔ نریندر مودی کا بچپن، جوانی اور اب بڑھاپے پر صرف اور صرف آرائیں ایس کی چھاپ ہے۔ بی جے پی، اسی سیاسی شدت پسند تنظیم یعنی آرائیں ایس کا سیاسی بازو ہے۔ یہ نکتہ حدرجہ اہم ہے۔ کیونکہ آرائیں ایس کی مخالفت ہندوستان کے سیکولر طبقے میں موجود ہے۔ لہذا بی جے پی کو اسکا ایک ذیلی سیاسی ادارہ بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ عام لوگوں کو معلوم نہ ہو پائے کہ اصل جڑ یعنی آرائیں ایس کے خیالات کتنے منفی اور درشت ہیں۔ آج بھی آرائیں ایس اور نریندر مودی کے پاکستان مخالف جذبات حدرجہ مشکل اور پر تشدید ہیں۔ شائد آپکو یقین نہ آئے۔ بی جے پی ایکشن کے ذریعے حکومت میں آئی ہے۔ مگر یہ بنیادی طور پر مغربی جمہوریت کے خلاف ہے۔ ایک مثال سامنے رکھتا ہوں۔ بی جے پی نے مسلمانوں کے اکثریت علاقوں میں بھی مقامی مسلمان سیاستدانوں کو ٹکٹ دینے سے انکار کیا ہے۔ یوپی اسکی ایک زندہ مثال ہے۔

دونوں ممالک کی حالیہ جھٹپٹ میری نظر میں مکمل طور پر غیر حتمی ہے۔ یہ معاملہ ٹھنڈا پڑا ہے مگر ہرگز ہرگز ختم نہیں ہوا۔ اسکی صرف ایک وجہ ہے کہ نریندر مودی کی زندگی کا بنیادی اصول مسلمانوں سے شدید نفرت پرمنی ہے۔ بی جے پی کے صدر امت شا کے نظریات پر غور کیجئے۔ راہوں کنوں کوانٹرو یو دیتے ہوئے صرف دو دن پہلے اس نے صاف صاف کہا ہے کہ پاکستان کے وجود کو کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جائیگا۔ لوگ اس وقت کشمیر کو کشیدگی کی بنیادی وجہ سمجھ رہے ہیں۔ یہ مکمل طور پر درست نہیں ہے۔ معاملہ کشمیر کے مسلمانوں پر ظلم اور جبر سے بہت آگے کا ہے۔ نریندر مودی اور بی جے پی کا پارٹی صدر دراصل پاکستان کے وجود پر مشتعل ہیں اور یہی انکی سیاسی سوچ ہے۔ کشمیر میں دراندازی کا الزام صرف اور صرف ایک دکھاوا ہے۔ گجرات کے وزیر اعلیٰ کے طور پر نریندر مودی نے برملا کہا تھا، کہ ایک مسلمان مارا جائے تو بالکل اسی طرح ہے جیسے ایک جانور مارا جائے۔ جس جانور کا مودی نے ذکر کیا تھا، اسکا نام نہیں لکھنا چاہتا۔ مگر نریندر مودی کے دور میں ہندوستان کے مسلمانوں کو زبردستی ہندو بنانے کی کوششیں بالکل عام ہیں۔ اس مہم جوئی کو سرکاری سرپرستی حاصل ہے۔ معمولی سے حقائق عرض کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہمیں بحثیت قوم علم ہونا چاہیے کہ بی جے پی، امت شا اور نریندر مودی اصل میں کیا ہیں۔ بچپن سے لیکر آج تک نریندر مودی کا ذہن آرائیں ایس کے منشور کا غلام ہے۔ وہ اس سے باہر آئی نہیں سکتا اور نہ آیے گا۔

ہمارے ملک میں اکثر دانشور یہ کہتے ہیں کہ امن کو موقعہ دیں۔ بالکل درست بات ہے۔ کوئی بھی صائب عقل کا انسان بالکل یہی کہے گا مگر سوچنے کی بات ہے کہ کیا نریندر مودی امن چاہتا ہے۔ طالب علم کے طور پر عرض ہے کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ مودی اور امت شا کی موجودگی میں کسی قسم کا پائیدار امن کا ماحول بن سکے گا۔ پلوامہ کے حادثہ پر ہندوستان بنیادی حقائق ہی سننے کیلئے تیار نہیں۔ ہندوستان کے تمام چینلز بار بار کہہ رہے ہیں کہ یہ غیر مسلح سپاہیوں کے خلاف حملہ ہوا ہے۔ یہ حقیقت سے بہت لاتعلقی کی بات ہے۔ ہندوستان فوج کا یہ قافلہ مکمل طور پر ہر طرح کے اسلحے سے لیس تھا۔ یہ حملہ بنیادی طور پر ایک ایسے نوجوان نے کیا ہے جسکو ہندوستان پیر امیری فورس نے جی بھر کر ذلیل کیا تھا۔ بغیر وجہ کے تشدد کیا تھا۔ اسکی ناک زمین پر گڑ دائی تھی۔ یہ ایک ایسے لڑکے کا عمل تھا جسکی عزت نفس دوسرے آدمیوں

کی موجودگی میں پامال کی گئی تھی۔ ٹھیک دو سال پہلے اپنے گھر سے چلا گیا تھا۔ آزادی کی مقامی تنظیموں میں شمولیت اختیار کر لی تھی۔ پوامہ کے بعد کسی انڈین چینل یا اخبار نے اس نوجوان کی بندوق اٹھانے کی وجہ نہیں بتائی۔

چیلے، پاکستان کو ملوث کرنے کے الزام کو ایک طرف رہنے دیجئے۔ محترمہ محبوبہ مفتی جو مقبوضہ کشمیر کی وزیر اعلیٰ رہ چکی ہیں۔ کشمیر کے مسائل اور لوگوں کے ذہن کو سمجھتی ہیں۔ انہوں نے متعدد ایڈریوز اور مناظروں میں کہا ہے کہ مقبوضہ کشمیر کے نوجوان، ہندوستان حکومت کی مسلمان کش اور کشمیری کش پالیسیوں کے خلاف ہتھیار اٹھا رہے ہیں۔ محترمہ محبوبہ مفتی بارہا کہہ رہی ہیں کہ کشمیری نوجوانوں سے مرکزی حکومت بات کرنے کیلئے تیار نہیں۔ انکے مسائل سننے کیلئے بھی کوئی فورم موجود نہیں ہے۔ جو کشمیری نوجوان ہندوستان کی مختلف درس گاہوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ انہیں ذلیل کیا جاتا ہے۔ انہیں پاکستان کا ایجنت اور غدار گردانا جاتا ہے۔ انکے ساتھ ناروا سلوک ہوتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ بی بے پی کے ایک لیڈر نے کہا ہے کہ مقبوضہ کشمیر سے بنی ہوئی ہر چیز کا مکمل بائیکاٹ کر دینا چاہیے۔ محبوبہ مفتی بار بار کہہ رہی ہیں کہ اصل مسئلہ ہندوستان کی حکومت ہے جو کسی بھی صورت میں کشمیری نوجوانوں سے رابطہ نہیں کرنا چاہتی۔ یعنی یہی بات مقبوضہ کشمیر کے ایک اور سابقہ وزیر اعلیٰ فاروق عبد اللہ بھی کہہ رہے ہیں۔ دونوں کا بیان یہ اس حد تک مکمل طور پر یکساں ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں نوجوانوں کا کوئی پُرسانِ حال نہیں ہے۔ مگر نریندر مودی ان نوجوانوں سے بات چیت کرنے کی بجائے اس غیر معروضی لائن کا اپنار ہے ہیں جو پاکستان کے خلاف ہے اور جو آرائیں ایس کی اصل سوچ ہے۔ نریندر مودی کسی صورت میں یہ تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہے کہ معاملہ انکی حکومتی زیادتوں اور ظلم کا ایک قدرتی رد عمل ہے۔ اسکے بالکل برعکس پوری دنیا میں پاکستان کے خلاف تسلسل سے پیانیہ تشکیل کیا جا چکا ہے کہ انڈیا میں دہشت گردی پاکستان کروار ہا ہے۔

افسوں تو یہ بھی ہے کہ بین الاقوامی رائے عامہ مکمل طور پر نریندر مودی کے اذامات کو سچ گردانتی ہے۔ چار سال، سابقہ حکومت نے وزیر خارجہ نہ رکھ کر وہ ظلم کیا ہے کہ آج ہماری سفارتی آواز کمزور ہو چکی ہے۔ چار سال کی مجرمانہ غفلت نے دنیا سے ہمیں تقریباً علیحدہ کر دیا ہے۔ اب معاملات آہستہ آہستہ بہتری کی طرف جاری ہے ہیں۔ مگر المناک سچ یہ ہے کہ پاکستان امن کیلئے جو مرضی قدم اٹھائے، ایک نہیں، انڈیا کے آن گنت پائلٹ اور سپاہی قید سے آزاد کر دے۔ معاملہ سلیچے گا نہیں۔ نریندر مودی کی سوچ بد لے گی نہیں۔ وہ کسی قیمت پر پاکستان کو نقصان پہنچانے کی کوشش ختم نہیں کریگا۔ اس بنیادی مسلم دشمن سوچ کی موجودگی میں پائیدار امن قائم کرنا صرف اور صرف خواب ہے!

راو منظر حیات